

# تیکر دل اڑتک

## سلیمانیہ گل

(گھوشتہ قسط مکا ڈالسہ)

ارقام و حکے چھپے الفاظ میں ظعینہ سے اپنی محبت کا اظہار کر دیتا ہے زندہ تباہ سے تورع کے روپے کے خاموش ہو جانے پر اقسام نے کسی قدر حرمت سے پلاٹ کر حوالے سے بات کرتی ہے جس پر تباہ اسے سمجھاتی ہے دیکھا اور زادیار کو کھڑے دیکھ کر خوش گواری سے اس کی کہ وہ بھیلی با غم بھول کر تورع کے ساتھ ازسرنو گھر جانب بڑھا۔

بس ابھی ابھی۔ جب تم لوگ اپنی باتوں میں مصروف تھے، آغا مینا کی جانب دیکھتے ہوئے طریقہ گویا ہوا۔

ارقام بھجیا تھا یا نہیں لیکن جسے سنایا گیا تھا وہ اچھی طرح بکھنی بھی بھی خنوت سے سر جھلتے ہوئے آگے بڑھ گی۔

آپ کہاں جا رہی ہیں محترمہ؟" ارقام نے فوراً اسے روکا آنکھوں تی آنکھوں میں پچھا شارہ بھی کیا تھا جو زادیار کی نظروں سے اوچل قطعی نہیں تھا۔ آغا مینا فوراً بکھنی بھی۔

"وہ میں انکل کے پاس جا رہی تھی۔ سوچا ان سے بھی ملاؤ۔"

"وہ گھر پر نہیں ہیں۔ ان سے تم بعد میں مل لیتا۔ فی الحال میں اور زادیار بابریتھے ہیں۔ ہمارے لیے کوئی نرک وغیرہ بکھوادنا اور ہاں کیک کا بہت خیال رکھنا ورنہ.....!"

نظروں ہی نظروں میں دھمکی دی گئی۔

"تی..... جی کیوں نہیں بہت اچھی طرح۔" وہ بھی آغا مینا تھی۔

آغا مینا سے الجھ جاتا ہے زادیار بچ میں آ کر معاملہ دفع دفع کردا جاتا ہے۔ پوندرشی میں آغا مینا ظعینہ کے والد کا نام پاہر کل پکا تھا۔ اس کا مودہ جانے کیوں ایک دم سا اف پڑھ کر چونک جاتی ہے۔

(ملب آنکھ پڑھیں)

Downloaded From  
Paksociety.com

اس کی سرسری نظر گئی تھی وہ اسے آنکھوں کر پائی تھی جوں کر روبرو وہی تھی الناتھا جس پر خوش خط انداز میں "ظعینہ حسن احمد بخاری کھاتا تھا۔" وہ لکھتے ہی مل ساکتی اس نام کر دیکھتی رہی تھی دل میں اس کا نام کو دہراتی رہی تھی یقین کرنا شوالگز بات تھا۔

اس کی بات پران دنوں نے بھی چونکہ کرا رقم کی جانب دیکھاتا۔

"کیا ہوا ارقام تم نیک تو ہو؟" زادیار پریشانی سے اس کی جانب بڑھا۔ ظعینہ چاہنے کے باوجود آگے نہ قدر حرمت سے مکرانی تھی۔

"ہاں میرے پایا کا نام حسن احمد بخاری، کیوں تم نہیں جانتی کیا؟" کے حق تھرت ہوئی تھی۔

"اور تمہارے گرینڈ فادر۔" اس کے سوال کو نظر انداز کرتے ہوئے سرسری سے انداز میں پوچھا تھا۔

"محمد احمد بخاری۔"

"تم لوگ کتنے بہن بھائی ہو ظعینہ؟" انداز ابھی بھی سرسری تھا۔ ظعینہ چل گئی۔

"کیا ہوا آغا میانا کیا تم نہیں جانتی ہو کہ ہم دونوں بہن بھائی ہیں۔ ایک میں اور ایک میرے بھائی تو رح حسن بخاری۔" اس کے انداز میں بے پناہ حرمت گئی ایک سال سے زیادہ ہو گیا تھا انہیں ساتھ پڑتے ہوئے اور وہ اب یہ سب پوچھ رہی تھی۔

"تروع حسن بخاری۔" وہ آہنگی سے بڑی بڑی۔ اس کے یقین پر مہربت ہو چکی تھی۔ اس کا اول یکخت بے جمعن سا ہوا ہے ساختہ اٹھ کھڑی ہوئی ظعینہ بھی حرمت لیے اس کے ساتھ کھڑی ہوئی تھی۔

"کیا ہوا آغا میانا..... کچھ تو بتاؤ۔" اس کی خاموشی پر

ظعینہ تمہارے فادر کا نام حسن احمد بخاری ہے کیا؟"

آغا میانا ظعینہ کی ڈائری کھولے چکی تھی اس سے کچھ پھر جز

"نہیں..... کچھ نہیں۔" اس نے فوراً سر جھکا۔ اور

بہت پیار سے اپنے سامنے کھڑی ظعینہ کو دیکھا تھا پہلی

انگیز بات تھی مگر تھی باعث فرحت۔ آغا میانا پھر جزو ت

کرنے کی غرض سے ڈائری کھول رہی تھی بھی سرور ق پر

ہوا کہے ساختہ اس کے گلے لگ گئی تھی۔ میری جانب

آئی تھی۔

"بس ابھی یہ تم کہتا ہیں۔"

"میں ارقام بھائی کے ساتھ..... کیا ہوا ارقام بھائی

آپ نیک ہیں۔" بات کرتے کرتے اچاک اس کی نظر

ارقام کے فن سے چہرے پر پڑی تو وہ بڑی طرح چل گئی۔

اس کی بات پران دنوں نے بھی چونکہ کرا رقم کی جانب

دیکھاتا۔

"کیا ہوا ارقام تم نیک تو ہو؟" زادیار پریشانی سے

اس کی جانب بڑھا۔ ظعینہ چاہنے کے باوجود آگے نہ

بڑھ پائی تھی۔

"اُم ہاں نہیں کچھ نہیں میں نیک ہوں تم لوگ بیخوں

ہا۔" پہکے سے انداز میں مکرتے ہوئے گویا ہوا۔

"آری شیور۔" زادیار نے جا چکتے ہوئے دیکھا۔

"ہاں یار میں بالکل نیک ہوں۔" وہ اسے یقین

دلانے والے انداز میں بولا مصنوعی بیاشت لانے کی

کوشش کی جس میں اگر کامیاب نہیں تو ناکام بھی نہیں

رباتھا۔

آغا میانا اور ظعینہ آپس میں باتیں کرنے لگی تھیں جبکہ

زادیار ارقام کے ساتھ تھا۔ ارقام اس کی باتوں پر بھض ہوں

ہالہ کر دہا تھا یا پھر بھض سر ہاد تھا اس کے یوں اچاک

سے کھم ہو جانے پر کوئی اور چونکا تھا یا انہیں البتہ آغا میانا

ضرور چوتھی تھی۔ ظعینہ کی موجودگی میں ارقام کا یوں نجیدہ

ہو جانا یا یوں ایک دم سے چپ ہو جانا آغا میانا کے لیے

خاصی حرمت کا سب تھا مگر ابھی پوچھنا مناسب نہیں لگا تھا

اس لیے واثقہ ظعینہ کی جانب متوجہ ہوئی۔

○○○○○

ظعینہ تمہارے فادر کا نام حسن احمد بخاری ہے کیا؟"

آغا میانا ظعینہ کی ڈائری کھولے چکی تھی اس سے کچھ پھر جز

کس ہو گئے تھے جن کی اسے از جد ضرورت تھی خوش قسمی

بہت پیار سے اپنے سامنے کھڑی ظعینہ کو دیکھا تھا پہلی

انگیز بات تھی مگر تھی باعث فرحت۔ آغا میانا پھر جزو ت

کرنے کی غرض سے ڈائری کھول رہی تھی بھی سرور ق پر

ہوا کہے ساختہ اس کے گلے لگ گئی تھی۔ میری جانب

اسے دہا کی خاتون کی جھلک دھماکی دی تھی جبکہ تھرت کے سامنے جیزیر گھیٹ کر بیٹھت ہوئے سرسری انداز میں کہا تھا۔

"ہاں وہ بیبا کی کوئی عنزہ ہیں وہ کچھ نہیں کے لیے پوچھا۔

"ہاں وہ اپنے سملے پر کیک بہت اچھا بیک کرتی ہے۔

"ہاں وہ اپنے سملے پر کیک کیا ہوا کیک کھلایا کیک دقد میں نے اس کے ہاتھ کا کیک کیا ہوا کیک کھلایا۔

تجھے بہت اچھا گاتو میں نے سوچا کیوں نا آج اس

سے کیک بیک کر لیا جائے بس اسی لیے میں یونہدشی سے

اسے یہاں لے آیا اور پھر پیاپی سے بھی ملتا تھا۔ ارقام نے

اس کے یہاں ہونے کی خاصی بھی چڑھی وضاحت کی تھی

جو زادیار بالکل سمجھنیں پایا تھا البتہ آخری جملے پر وہ ضرور

چلتا تھا۔

"تم...." "تم...." دلوں یکجنت چونکے پلٹ کر دیکھا۔

ظعینہ کے خوب صورت سکراتے چہرے کو دیکھ کر

ارقام کی آنکھوں میں چک اور شوقی دہائی تھی۔ جبکہ زادیار

اسے یہاں دیکھ کر ساختہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تم...." "تم...." دلوں یکجنت چونکے پلٹ کر دیکھا۔

زادیار.... آپ یہاں....!" دلوں نے ہی جرمت

سے ایک دھرے کو دیکھا اس کے چونکے کی باری ارقام کی

حرمت لگتی۔ ایک ہتھ یونہدشی میں پڑتے ہوئے ایک

دھرے کو جانتا خاصا عجیب سالا تھا مگر ایسا تھا۔

"ہاں یہ ظعینہ ہے۔ میری کزن سکی پھوپوزاد۔" ارقام

کارڈ گردی سے ڈھا کر سا ہوا تھا۔

"واث پہ ہے جو..... اوگاڑ۔" ارقام ایک دم جیسے

نائٹ میں گیا تھا ذوب کرا بھرا تھا جو اس کے

یقین کی تشریف ہے ظعینہ کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جو اس کی

کیفیت سے انجان جرمت سے اس کے دھمک کو دیکھ رہی

تھی اور ارقام اسے تو ایسا لگ رہا تھا جیسے میں وہ سان گھم

رہے ہوں۔ ہر جیس نہیں ہو وہ بالکل خاموش

چیزان جرمان سا ہٹرا تھا قوت گویا ایک دم لیپ ہوئی

تھی۔ آج اسے لگا تھا کہ اگر آگئی تکلیف دہ ہوئی ہے تو

بے خبری اس سے بھی زیادہ تکلیف دیتی ہے اور آج وہ اپنی

گرفتار ہے تو بھی میں نہیں سن سکوں۔" اس کے انداز پر

زادیار تھے کہ رہا تھا لیکن اس کے تھبے کو بریک لگا تھا۔

"اُر سا آغا میانا تم کہا میں۔" اس وقت آغا میانا چ

حباب..... 256..... صفحہ ۲۰۱۶ء



محبت

محبت روح سے ہوتی ہوئی پاکیزگی اور نقدس کی جاتب سفر کرتی ہے اور آنحضرت کا درجہ پاتی سے اگر صرف جسم سے محبت کرنا مقصود ہوتا تو خداوند کریم کی بھی انسان کو بد صفت نہ ہاتا ہر صفت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت سے تراشائے صورت کو دیکھ کر محبت کرنے پر بیانی سے اٹھ کر ہوئے پر طبعیہ نے بھی اشتبہ ہوئے استفار کیا اس نے چنگ کرایا اس کی جانب دیکھا۔

”میری امی اپنال میں ہیں۔ ان کا بیل پی شوت کر گیا ہے مجھے بھی اپنال جاتا ہوگا۔“

”میں بھی چلوں آ گایا۔“ وہ آغا میا کے بارے میں نہیں جانتی تھی کیونکہ آغا میا نے بھی اپنے بارے میں کچھ تباہ نہیں قیادہ۔ بھی پرسل ڈسکشن نہیں کرتی تھی۔ حالانکہ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا تھا انہیں ساتھ رہتے ہوئے آج جب اس نے خود اس کے متعلق پوچھا تو وہ بھی پوچھ پڑی تھی۔ ابھی بھی اس نے جھکتے ہوئے ساتھ چلنے کو کہا تھا جو اب آغا میا چند پل بغور اس کی جانب دیکھتی رہی تھی۔

”ہاں کیوں نہیں ضرور آؤ۔“

”اب شاید یہ مناسب ہے چھپانا اب ٹھیک نہیں ہوگا، آگئی کا دروازے کا وقت آ گیا ہے“ دل عی دل میں خود سے کہتے ہوئے وہاگے بڑھتی تھی طبعیہ نے بھی اس کی تکیدی کی۔

”اُن لوگوں سے کہتے ہوئے وہاگے بڑھتی تھی طبعیہ نے جیسے جیسے ساتھ سے اس کی جانب دیکھا۔

”ایک سکیع زی زادیاں“ دلوازہ کھولتے ہوئے دو چنگ کر دیکھا۔

”کیا آپ ہمیں آئی میں مجھے اور آغا میا کو اپنال ڈال کر دیں گے۔ ایکچھ سلکا آغا میا کی مد اپنال میں ایڈٹ ہیں میری گاڑی کا ہزار پیپر ہو گیا ہے اگر آپ ہمیں ڈال کر دیں تو۔۔۔“

”ہو کتا جاؤ۔“ ایک نظر در کمری آغا میا کو دیکھا اور آہنگی سے ثابت جواب دے کر دلوازہ کھول کر دندھیٹھ احساں مل گا، تم بتاو تمپا رے گریں کون کون رہتا ہے۔“

”کمل کرتی آغا میا کافون بخن لگا اس سے ایک سکیع زکری۔“

طبعیہ چونی ضرور کرسا رکنا

”کیا ہوا؟“ آغا میا نے بھی پوچھا۔

”گاڑی کا ہزار پیپر ہے، اب اپنال کیے جائیں گے۔“

”کوئی بات نہیں ہم کسی سے چلتے ہیں۔“

”یکسی سے اسے اچاک کچھ عرصہ میں والا واقعہ یا ایسا یا قاس نے مسامنہ ہیا اور ہنا سے کوئی جواب دیا اے گرد دیکھتے ہوئے اس کے پیچے چلنے لگی، یکسی سے کوئی بہتر آپشن کی تلاش میں بھی اسے اپنی گاڑی کی جانب بڑھتا ہوا زادیاں دیا تھا گوکہ موجودہ تعلقات میں اس گیا۔ طبعیہ نے وہیں سے آغا میا کا تو نے کا اشارہ کیا تھا۔

”جواب..... 259..... ہفتہ ۲۰۱۶ء۔“

مناسبتہ سمجھا تھا۔

”میں ہوں، پاپا ہیں اور اخ۔“

”تمہارے پاپا کیا کرتے ہیں۔“ آج تو جیسے وہ سب کچھ جاننے کے موڑ میں تھی۔

”کچھ نہیں ایکچھ نہیں میرے پاپا ایک بزرگ میں تھے کوئی جیسے سمجھا تھا جس کے باعث وہ ہوئے اس نے فوراً اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔

”کیا بات ہے جنمی، آج بہت پیدا رہا ہے مجھ پر۔“ کیا بات ہے جنمی، آج بہت پیدا رہا ہے مجھ پر۔“

”ٹھیک ہے ایک دہشتی ہوئی۔“

”ہاں بہت زیادہ دل چاہ رہا ہے تمہیں اپنے دل میں

چھپا دیں۔“ پیدا رہے اندھا میں دیکھتے ہوئے بلا توقف

”میری مرد نہیں ہیں۔“ اس کی بات پر آغا میا کو جھٹکا

سالا گا تھا دل سے یہی لمحہ بھکی میں مسکراہٹ اس کے لئے

پاپا کر دھرم ہو گئی تھی۔

”کیا بات ہے آج تمہیں کیسے خیال آگیا میرے

بارے میں جانے کا۔“

”بس یوں ہی۔“ اچانک تمہارے فادر کا نام پر حادث

پوچھ پڑی۔“

”چلو خیر جو بھی ہے بڑھائی کے علاوہ تمہیں کچھ اور

خیال تو آیا۔ تم بتا تو تمہارے گھر میں کون کون ہے۔“

”میرے گھر میں میرے گھر میں میں ہوں

اور میری امی۔“

”اور تمہارے قاب۔“ فادر کے ذکر پر وہ چند لمحے

بے تحاشہ ہنسنے کو دل کر رہا ہے دل چاہ رہا ہے جیچیخ کر

خاموش رہی تھی۔

”میرے قابوں کا ساتھ نہیں رہتے۔“ اس نے سر

جھکتے ہوئے آہنگ سے بتایا۔

”توہاں ایسی ایسا کیا انوکھا

احساس ملا ہے جس نے آپ جیسی مقصوم اور سوری

موصوف کو یوں پاکل کر دیا ہے۔“

”بے کوئی احساس اچانک آگئی ہوئی ہے کہ۔۔۔ خیر

طبعیہ نے پوچھا۔

”جب سے میں پیدا ہوئی ہوں تب سے۔“

”واثقین تم نے تو۔۔۔“ اس سے پہلے کروہ بات

کمل کرتی آغا میا کافون بخن لگا اس سے ایک سکیع زکری۔

طبعیہ چونی ضرور کرسا رکنا

طبعیہ اس کی اس درجہ گرم جوشی پر گھبراہی میں تھی۔

”کیا بات ہے یار بڑی عجیب حرکت کر رہی ہو۔ تم ٹھیک تو ہوئا؟“

”ہاں۔۔۔ میں بالکل ٹھیک ہوں۔۔۔؟“ آنکھوں

کے گوشے بھی بھیگ گئے تھے چہرہ دوسرا جانب کرتے کچھ سال قبائل ان کا ایکیڈٹ ہو گیا تھا جس کے باعث وہ ہوئے اس نے فوراً اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔

”کیا بات ہے جنمی، آج بہت پیدا رہا ہے مجھ پر۔“ کیا بات ہے جنمی، آج بہت پیدا رہا ہے مجھ پر۔“

”بل کے لیے آغا میا نام خاموش ہی ہو گئی تھی۔“

”او۔۔۔ اور تمہاری مددوہ تھی یہیں مطلب۔۔۔؟“

”میری مرد نہیں ہیں۔“ اس کی بات پر آغا میا کو جھٹکا

سالا گا تھا دل سے یہی لمحہ بھکی میں مسکراہٹ اس کے لئے

پہنچ خوشی گھوٹی ہوئی ہے قبیلے لگانے کا دل کر دیا ہے،

”پاپ نہیں کیا ہوا ہے؟“ بس اچانک ایک عجیب سا

احساس ملا ہے۔ عجیب سرشاری کا احساس ہو رہا ہے بے

پہنچ خوشی گھوٹی ہوئی ہے قبیلے لگانے کا دل کر دیا ہے،

”کیا ہے کہ اسے قاب۔“ فادر کے ذکر پر وہ چند لمحے

ساری دنیا کو بتاؤ کر۔۔۔ کہ آج میں تھی خوش ہوں۔“

”آہستہ محترما ہستہ یہ لاجری ہے یہاں ان سب

حرکتوں کی ختنی سے ممانعت ہے یا میں دادے ایسا کیا انوکھا

احساس ملا ہے جس نے آپ جیسی مقصوم اور سوری

موصوف کو یوں پاکل کر دیا ہے۔“

”بے کوئی احساس اچانک آگئی ہوئی ہے کہ۔۔۔ خیر

طبعیہ نے پوچھا۔

”جب سے میں پیدا ہوئی ہوں تب سے۔“

”واثقین تم نے تو۔۔۔!“ اس سے پہلے کروہ بات

کمل کرتی آغا میا کافون بخن لگا اس سے ایک سکیع زکری۔

طبعیہ چونی ضرور کرسا رکنا

طبعیہ چونی ضرور کرسا رکنا

**لوت آئواج جان من**

لوت آؤے جان من  
تونے کہا تھا  
آج کروز ادیوار  
میں کچھ عرصے کے لیے  
تم سدار جارہا ہوں  
پید رخت اور  
ان پر بیٹھے  
پنڈے  
ہماری بھت کے گواہ ہوں گے  
بس تم اپنی آنکھوں میں  
آن سونلاتا  
اب تو کئی برس گزر گئے  
ان درختوں پر بھی کہیں خزانیں آئیں  
وہ پنڈے بھی ان درختوں کو  
الواح کہہ کرے ہیں  
آج میری آنکھوں میں آنسو ہیں  
میری آنکھیں تیر سے دیدار کر رہی ہیں ہیں  
اور تم نظریں آتے ایم  
لوت آؤے صنم

ایم قاطمہ سیال... محمود پور

ہوجانے کے خیال سے خاموش ہیں لیکن یہ بھی نہیں ہے  
میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا یا آپ سمجھ لیں اور بیا کو بھی  
جا ہیں تو بتاویں۔ مجھے اس سلسلے کو سمجھانا ہے اور اسے  
سمجنے کے لیے مجھے کچھ اور کتنا پڑے گا کوئی اور راستہ  
پڑھانا پڑے گا۔

”کیا مطلب تم کیا کرو گے؟“

”کم از کم قلعینہ سے شادی نہیں کروں گا اسے شادی  
کے لیے فورس بھی نہیں کروں گا۔ بیانے اس لیے مجھے  
یونیورسٹی میں ایڈیشن لینے پر مجبور کیا تھا کہ میں قلعینہ کو  
مناؤں گا اسے شادی کے لیے فورس کروں گا لیکن میں ایسا  
ہرگز نہیں کروں گا۔“ اس کی بات پر ذرودہ کے چہرے پر

”بڑے ماہوں ایک بارزی سے پوچھ لیں کہ جو  
فیصلہ آپ اس کی زندگی کے لیے کرنے جا رہے ہیں کیا  
اسے وہ منتظر ہے اگر اس نے ہاں کر دی تو میں بھی اس  
فیصلے کی تردید نہیں کروں گا۔“ جواباً ہاشم بیک نے فخریہ  
کہا تھا۔

”وہ میری بیٹھی ہے تورع حسن بخاری ہاشم بیک کی  
بیٹھی میں اس کی زندگی کے لیے جو بھی فیصلہ کروں گا وہ  
اسے بھی روشن کرے گی، یہ میں نہیں ایک بابا کا یقین  
کہہ رہا ہے۔“ اور ان کے پیشیں الفاظ اس کی بیٹھی کے لیے  
چپ کا سبب بننے تھے اس کے بیبا کو اس پرمان تھا جو وہ  
ناچاہتے ہوئے بھی توڑنا نہیں چاہتی تھی اس کے لیے خود  
سے وابستہ ہر رشتہ اہم تھا وہ کسی کو ہرث نہیں کرنا چاہتی تھی  
اور اس کے لیے ضروری تھا کہ وہ اپنے لب سی لاءِ ری یعنی  
وہاب تک کر لی آرہی تھی۔

”آپ نے جواب نہیں دیا اپیا؟“ اس کی سلسلہ  
خاموشی پر زادیار نے دوبارہ پوچھا۔

”میں نہیں جانتی زادیار۔“ اس نے نظریں چاہیں۔  
”کیوں نہیں جانتیں اپیا کیوں نہیں سمجھ تو ہو گا آپ  
کے دماغ میں؟ عاقل دبالغ ہیں۔ سمجھ بوجہ حصی ہیں صح اور  
فلط میں فرق کر سکتی ہیں تو پھر خاموش کیوں ہیں آپ  
صرف بیبا کا ہی کیوں سوچ رہی ہیں؟ ضروری نہیں کہ  
بڑے جو فیصلہ یا سوچتے ہیں وہ صح ہو، وہ بھی غلط ہو سکتے  
ہیں۔ وہ بھی غلط سوچ سکتے ہیں۔ آپ صرف ان کے فیصلے  
کو صح تابت کرنے کے لیے چارچار زندگیاں داؤ پر کیسے لگا  
سکتی ہیں اور.....!“

”میں ایسا کچھ نہیں کر رہی زادیار میں بس بیبا کامان  
نہیں توڑنا چاہتی میں انہیں ہرث نہیں کرنا چاہتی۔“

”کو تو روع بھائی کو ہرث کر سکتی ہیں آپ۔“ اس نے  
بہت دکھے گرٹھر کہا تھا۔ وہ سر جھکا تھا۔

”میں نہیں جانتا ایسا آپ کے دل میں کیا ہے۔ لیکن  
میں اتنا جانتا ہوں کہ یہ فیصلہ آپ کے نزدیک بھی صح  
نہیں۔ آپ محض بیبا کی خاطر خاموش ہیں۔ ان کے ہرث  
ہرگز نہیں کروں گا۔“ اس کی بات پر ذرودہ کے چہرے پر

وہ ناچاہتھوئے بھی آگے بڑھا تھی اس وقت وہ مجبور  
تھی ورنہ وہ بھی اس کی مدد نہ لیتی۔ زادیار نے دوستن بار  
مری میں آغا یعنی کی آغا یعنی نے بغور ظعینہ کی اس خاموشی کو  
محسوں کیا اور ہنا کچھ کہے مہران سکندر سے بات کرنے  
تھی۔ جبکہ زادیار جس خاموشی سے ان کے بیچھا یا تھا اسی  
تھا۔ ایک پل کو اس کی نظریں اس کے چہرے پر بھری گئی  
خمس دوسرے ہی پل سر جھکتے ہوئے نظریں رکھ دیں مرکوز  
کرنی تھیں۔ اپتھل ڈریپ کرنے کے بعد وہ پچھے دی  
یونہی گاڑی میں بیٹھا رہا۔ یہ کسی کی پریشانی کا اثر تھا یا  
پھر انسانیت کے ناتھے وہ کچھ سوچ کر گاڑی سے باہر نکل  
آیا تھا۔

”ای کسی ہیں انکل۔“ کرے میں فاٹل ہوتے ہی  
اس نے مہران سکندر سے استھار کیا جو اسے دیکھتے ہی فوراً  
اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”لی الحال تو کچھ خاص نہیں کہہ سکتے۔“ بھی بے ہوش  
ہیں۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ تھیک ہو جائیں گی۔ ذرودہ  
دری۔ ”انہ داٹل ہوتے ہی ظعینہ بڑی طرح چکل تھی۔  
بیٹھ پر دعا و جو دوں کچھ خاص کش محسوس ہوں گے کچھ ایسا  
ضرور تھا جو اسے چوٹا گیا تھا کرے میں موجود افراد سے  
بھی بے نیاز کر گیا تھا جو دل بخورانیں دیکھتی رہی تھی،  
اسے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس نے انہیں نہیں دیکھا تھا،  
کہاں یا اسے یاد نہیں تھا۔

”تم نے بات کی ظعینہ سے۔“ جھجکتے ہوئے پوچھا۔  
زادیار نے ایک پل کو خاموشی سے ذرودہ کو دیکھا۔  
”ایک بات تو تائیں ایجا، بیبا جو کرتا چاہ رہے ہیں  
آپ کو دھمک لتا ہے کیا؟“ وہی سوال جو تور اس سے بار  
بار کرتا تھا آج وہ سوال زادیار نے بھی پوچھ لیا تھا۔  
”وہ کیا جواب دیتا جاتی تھی اگر ایک فریق کو جواب دیتی  
تو وہ سارا فریق ہرث ہو جاتا اور یہ ہرگز نہیں چاہتی تھی اس  
سے میں بے خیالی میں گرا رہی گی۔“

”بالکل یادداشت بہت اچھی ہے تمہاری۔ بہت  
ان کے دھرمی الفاظ تھے جنہیں وہ جھٹلانا نہیں چاہتی تھی جو  
انہوں نے فیصلہ کرتے وقت کہے تھے تب جب تو روع  
جلدی پیچاں لیا۔“

”ہاں شاید۔“ آٹھگل سے کہہ کر دوبارہ بیٹھ پر دعا و جو  
ذرودہ کے بعد بھری ہوئے نظریں رکھ دیں۔

"زدی سے کوئی بات ہوئی ہے تیری؟" سالار نے پکھ جانچا۔

"نہیں یا رایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ رجھا گیا۔

"تو مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تو جانتا ہے۔"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا سلا۔ آہنگ سے کہا۔"

"توبول رہا ہے تو رع اور یہ میں پورے یقین کے ساتھ کہ رہا ہوں۔ کونکہ اس روز میں نے تجھے ذری

کے ساتھ کرے میں جاتے ہوئے خود دیکھا تھا اور ذری

کارڈتے ہوئے باہر آنا یہ بھی میری نظرؤں سے اوچل

نہیں تھا۔ میں تھے اسی روز بات کرنا چاہتا تھا مگر تو

جانے کب وہاں سے چلا گیا اور اس روز کے بعد آج تھے

پہلے تھے پیارا دیتی رہتی پر۔"

"ایم سوئی یار تجھے بتایا تو ہے میں بڑی تھاں تیکت

ترع خاموش ہی رہا۔ کچھ بھی نہیں بولا اور بولنے کو کچھ تھا

بھی تو نہیں۔"

"تو چاہتا کہا ہے تو رع۔ کیوں اس مسئلے کو الجھا رہا ہے۔"

"پہلے ہی وہ بہت الجھا رہا ہے۔"

"تمہرے... میں تو جھاناں ہی چاہتا تھا ایک سن۔"

"تھا۔ تھے کیا مطلب ہے۔" وہ جو نہ کہا۔

"تھے کیا مطلب یہ ہے کہ میں اب اس مسئلے پر

بات نہیں کرنا چاہتا۔"

"لیکن کیوں یار، کیوں بات نہیں کرنا چاہتا تو اس

مسئلے پر؟"

"میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے اس مسئلے کو حل کرنے کی

اس پر بات کرنے کی گраб میں کم از کم اس پارے میں

کوئی بات نہیں کروں گا اب جو بھی کریں گی وہ مس ذرہ

بیک کریں گی میں نہیں اب باری ذرہ بیک کی ہے ناک

ترع حسن بخاری کی اب جو بھی قدم اختلاط ہے وہ اسے ہی

اختلاط ہے میری طرف سے یہ پابند اب کافی ہے اب اور

نہیں بہت کرچکا ہوں۔ ملیز... میسر آخی فیصلہ ہے۔"

"کیا ہوا تو رع سب تھیک ہے۔"

"سب تھیک ہے یا۔ تمہیں بتایا تو ہے کہ...!"

"لیکن تو رع..."

"کہ تو بہت صروف ہے یہ تو پہلے بھی بتا چکا ہے۔"

اس کی بات پر وہ خاموش رہ گیا۔

چھوٹتے ہی شکاری انداز میں گویا ہوا۔

"اُرے نہیں یا۔ تجھے سے ناٹھ ہو کر کھاں جاؤں گا،

بس ذرا مصروفیت بڑھ گئی تھی اس لیے، تو سادیے کب

آئے تم لوگ اتنا تھی کہیے؟"

"بیس بیس یا رایسا کچھ نہیں ہے۔" وہ رجھا گیا۔

"تو مجھ سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ تو جانتا ہے۔"

"میں جھوٹ نہیں بول رہا سلا۔ آہنگ سے کہا۔"

"تو بول رہا ہے تو رع اور یہ میں پورے یقین کے

تھیک ہوں۔ تیری کرنا بھی تھیک ہے اور جہاں تک سوال

بھی کہا کہ رہا ہے تو خود پہلے جھوٹ کے ساتھ کہا۔

کہ جیکہ ہمارا کیا لیما پھر بھی تیری اطلاع کے لیے متابول کہ

تجھے ہمارا کیا لیما پھر بھی تیری اطلاع کے لیے متابول کہ

ایک ویک ہو چکا ہے ہمیں واپس آئے ہوئے اور تجھے

تفصیل ہوئی ایک دفعہ گمراہا تو درکار کاں ہی کریتا تھا

نہیں تھا۔ میں تھے اسی روز بات کرنا چاہتا تھا مگر تو

جانے کب وہاں سے چلا گیا اور اس روز کے بعد آج تھے

پہلے تھے پیارا دیتی رہتی پر۔"

"ایم سوئی یار تجھے بتایا تو ہے میں بڑی تھاں تیکت

ترع خاموش ہی رہا۔ کچھ بھی نہیں بولا اور بولنے کو کچھ تھا

بھی تو نہیں۔"

"تو چاہتا کہا ہے تو رع۔ کیوں اس مسئلے کو الجھا رہا ہے۔"

"تیرا کہنے کا مطلب ہے اب میں دفعاں ہو جاؤں۔"

اس کی بات پر سالار نے ٹھوڑتے ہوئے کہا اور رہا۔

"تو رع شرمند ہے ماہو گیا۔"

"میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے یا۔ میں تو صرف

تجھے اپنی صروفیت سے آگاہ کر رہا تھا۔"

"ہاں پا چل رہا ہے۔ جذب کرنے صروف ہو گئے

ہیں اتنا کا پانے دوست کے لیے بھی وقت نہیں رہا۔"

"بس یاراب یا کہو شمل بلکہ میانگ بند کر یہ تو جاتا

ہے میرے دوست میرے لیے چلتے اہم ہیں۔"

"ہاں اتنے اہم کر اپنے بیٹھ فریڈ کا ولیم اشنیڈ

کرنا یاد نہیں رہا۔" اس کی بات پر تو رع کے ذہن میں

اکر روز والی ذری کے ساتھ ہوئی ملاقات یاداں کی ہی وہ

لب بھیج کر رہا گیا۔

"کیا ہوا تو رع سب تھیک ہے۔"

"کہ تو بہت صروف ہے یہ تو پہلے بھی بتا چکا ہے۔"

اس کی بات پر وہ خاموش رہ گیا۔

"آپ کو...!" قلعیہ اس پر ٹکف لفظ پر لئے مجرکو اکٹ کی گئی۔

"آپ پر بیان مت ہوا پہنچاں جو کروں گا سوچ کجھ کر کروں گا اور آپ پلیز فکر مت کر پیں، آپ کو اور تو رع

بھائی کو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ بابا بھی نہیں اب سب کچھ

ٹھیک میں کروں گا تمام غلط فہیسیاں میں دور کروں گا۔ دلوں

کے دل میان جو دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں وہ میں گروں گا آئی ہوں۔"

"تم کیا کرنے جا رہے ہو؟" آس نے ایک دم پر بیان

سے اس کی جانب دیکھا۔ زادیار مغلظہ ہوتے ہوئے مسکرا یا۔

"ڈوٹ وہی اپیا کچھ غلط نہیں کروں گا۔ میں نے

صحیح کرنے کا فیصلہ کیا ہے تو پھر کچھ غلط کروں کروں گا آپ پلیز فکر مت کریں۔" آس کے کلی دینے والے انداز

بڑا ہے پہکے سے انداز میں مسکرا دی جبکہ زادیار کی آنکھیں

پھر سوچ کر جھکنے لگی ہیں۔

سایہ سالمہ لامعاً تھا اس اور کاکیٹ پل کے لیے فسوں سا ہوا۔

"آپ پر بیان مت ہوا پہنچاں جو کروں گا سوچ کجھ

کر کروں گا اور آپ پلیز فکر مت کر پیں، آپ کو اور تو رع

بھائی کو کوئی الگ نہیں کر سکتا۔ بابا بھی نہیں اب سب کچھ

ٹھیک میں کروں گا تمام غلط فہیسیاں میں دور کروں گا۔ دلوں

کے دل میان جو دیواریں کھڑی کر دی گئی ہیں وہ میں گروں گا آئی ہوں۔"

"بیس بھی آپ کو میرا تم کہنا پسند نہیں تھا اس لیے"

کوکھلی کی وضاحت تھی۔ جس کا کوئی مطلب نہیں تھا

ارقام کے لیے اور نہ قلعیہ کے لیے

"یہ بہت پہلے کی بات ہے ارقم اس پل میں نے کب

منع کیا ہے آپ کو مجھے تم کہنے سے یہ تو تب کی بات ہے

جب آپ میرے لیے اجنبی تھے گر اب تو ایسا نہیں تھا

ارقم اس پل میں آپ کو پانچ سمجھنے لگی تھی اور آپ....."

○○○○○

"کیا بات ہے ارقم، آپ مجھ سے بات کیوں نہیں

کر رہے۔ بہت طوں سے وہ دیکھ رہی تھی ارقم اسے

سلسل نظر انداز کر رہا ہے اس سے بات نہیں کر دیتا تھا

جہاں بھی وہ جاتی وہی سے ناگھوں انداز میں اٹھ جاتا

جہاں بھی وہ موجود ہوئی وہاں جانے سے حتی الامکان گزینہ

کرتا تھا قلعیہ کو اس کے دیے یہاں سے نظر احمد حیرت ہو رہی تھی۔

وہ پوچھتا ہے تھا جاہتی تھی۔ مگر وہ موقع ہی نہ دے رہا تھا آج

جانے سے وہ اسے نظر آ گیا تھا۔

"کوئی بات نہیں ہے۔" آس نے ایک دم قلعیہ سے اس کی

بلات کاٹی گئی۔ قلعیہ کتنے ہی پل خاموشی سے اسے

لیے صروف ہوں۔" وہ: اس کی جانب دیکھے کتاب

کے لاماق التھے ہوئے گیا۔

"مجھا یا کیوں لگ رہا ہے کا۔ آپ ایسا جان بوجھ کر

کر رہے ہیں۔" آس کے چہرے کو جاہتی ہوئی نظرؤں

سے دیکھا اور وہ اظریں چاہا گیا۔

"اسکی کوئی بات نہیں ہے آپ کو شاید کوئی غلط بھی

بڑے دلوں بعد سالار نے اسے آفس میں جالیا تھا اور

ہوئی ہے۔"

”سوری..... جانتا تو نہیں مگر جو جانتا چاہتا ہے اس نے چند ثانیے بغور اس کی جانب دیکھا۔“

”لیکن یہ کوئی اتنا حیران گئی نہیں ہے کہ تم خود مجھ سے بات کرنے سے زیادہ اس پر غور و خوض کرو، انسان ایک دوسرے کو جانتے میں سمجھتے میں وقت لیتا ہے اور اینماں واری سے کہوں تو میری تمہارے بارے میں رائے پچھاوڑی تھراب جبکہ میں تمہیں جان گیا ہوں تو۔“

”جتنیں میرے ساتھ جانے میں کیا پابندی ہے“ اس کے لفظ تھیں اور پھر بچہ کی دلستاہ مہک نے آغا میا کو دہ خاصا متاثر ہوا۔

”بہت اچھا سوچتی ہیں آپ میرے بارے میں۔“

”ایکسوچیزی آپ مجھے اسی سے مخاطب ہیں نہ۔“ اپنے طرف سے پاک الجماعت اگر آغا میا کو طبعی لگاتا ہے۔

”یہ میری سوچ نہیں، آپ کا کردار ہے مسٹر زادیار بیک۔“

”جو بھی ہے لیکن مجھا تمہارا حق بولنا۔“

”کہاں تھیں یہاں کوئی اور دکھائی دے ساہے کیا؟“

”میں، دکھائی تو کوئی نہیں دے رہا تھا۔“

”کیوں جب ارقام کے ساتھ اتنی قریب ہو سکتی ہوتی ہے۔“

”کیوں کیوں کیوں.....؟“ اس کا انداز اسے از حدنا گوار گزرا تھا۔

”ایک آپ کا ایسا روایہ نظرؤں سے گزارنیں نہیں تھا اس لیے۔“ انداز طبعی تھا۔ وہ دانستہ نظر انداز کر گیا۔

”حالات اور واقعات بہت کچھ بدل دیتے ہیں مسٹر میرے بھائی ہیں جبکہ آپ .....!“

”میں اس کا دوست ہوں۔ اچبی قطبی نہیں، میری شرافت کا اندازہ تھیں میرے لیے ہے۔“

”شاید آپ کے لیے نہیں لیکن میرے لیے ہے۔“ اس پر تم کوئی شک نہیں کر سکتی اگر ہے بھی تو ارقام سے پوری طرح بڑھنے لگی یہ جانے بغیر کہ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ انکو اڑی کر سکتی ہو۔“

”کیوں.....؟“ وہ چونکی اور اس کی خوش نہیں پہنچی بھی چل رہا ہے۔

”تمہاری والدہ کی طبیعت اب کیسی ہیں؟“ اس کی آئی تھی۔

”کیونکہ تھیں مجھ پر شک ہے بقول تمہارے آواز پر وہ جو نک کر رہی۔“

”حیرت ہو رہی ہے، بیلے نے تکلفی اپر سے دلستاہ میں آپ پر شک نہیں کر رہی۔ آپ کے یوں لجھا اور اس میری والدہ کی حیرت نہیں دریافت کی جا رہی۔ اچاک سے چیخ ہو جانے والے روپے پر جمان ہوں گے۔“

”کیونکہ یہ بہت حیران کرنے ہے مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ ہے پوچھ سکتی ہوں کیا وجہے؟“ انداز استہزا تھا۔

”رویے بد لے جانے کی کوئی خاص وجہ ہوئی ہے مجھ سے اتنے آرام سے اور اتنے بے تکلف ہو کر بات کردے ہیں۔ ہنا کسی تصرف کے باطنی تھے جملے کے پھر میرا کیا۔“ وہ دانستہ چونکا۔

”ایسا کچھ تھا کہ جانتا چاہتے ہیں ہے، ہے؟“

”لیکن یہ کوئی اتنا حیران گئی نہیں ہے کہ تم خود مجھ سے بات کرنے سے زیادہ اس پر غور و خوض کرو، انسان ایک دوسرے کو جانتے میں سمجھتے میں وقت لیتا ہے اور اینماں واری سے کہوں تو میری تمہارے بارے میں رائے پچھاوڑی تھراب جبکہ میں تمہیں جان گیا ہوں تو۔“

”یہ عویی قبول از وقت ہے مسٹر زادیار بیک کا آپ مجھے جان کئے ہیں۔“ اس نے فوراً اس کی بات کاٹ لیتی۔

”لوکے اس جملے کو ذرا چیخ کر دیتے ہیں۔“ اس طرح کروکش تھیں جانتے لگا ہوں۔“

”یہ بھی میرے خیال میں قبول از وقت ہے آپ مجھے کب جانتے ہیں۔ ان فیکٹ میری اور آپ کی ملاقات میں صرف لڑائی، لڑائی اور لڑائی ہی ہے۔“ اور کچھ جانتے کلائق باتیں نہیں ہوئی باقی رہ گئی خاموشی تو وہ جانتے کے لیے کافی نہیں ہے وہ بھی اس صورت میں جب دنوں فرق ہی ایک دوسرے کو شکن ہوں۔“

”اوکے قاتم، میں تھیں جانتا چاہتا ہوں۔“ مگری رک نہیں بنا اس کا جواب سنتے تیزی ساتھی سے کہا۔

”کیوں.....؟“ اسے لگا تھا جیسے اس سے پہلے جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں وہ اس کیوں نکتہ نے کوئی سیکھی دہنے اور میرا راستہ بہت الگ ہے وہ میرے سلاسل نظر انداز کر گیا۔

”اوکے لئے میرا شر ملک ان کی آمد کے موقع ہے۔“

”چند منش میں سر برائی جائیں گے لیکن وہ خود نہیں آرے انہیں کوئی ایم جسی سیکھی اس لیے ان کی جگہ ان کے بینجا سیکھیں گے۔“ اس نے بتایا۔

”کیوں؟“ اسے میں اسکے سلسلے نہیں کر سکتا۔ تم خود جان جاؤ گی۔“

”ہاں اگر مجھے ضرورت ہوئی تو۔“

”ضرور ہوگی۔“ اس نے پورے ٹوپ سے کہا۔

”اتا یقین مت دکھائیں۔ جس کا آپ جانتے نہیں آئیں تو انہیں انداز بھیج دیتا۔“

”محی سر۔“ اسے فائل پر جھکے کچھ ہی دری گزری تھی جب مگر جانتا چاہتے ہیں۔ اس کے بارے میں اتنا یقین پیرا کسی نے دعا و اذہن ناک کیا تھا اس نے جھکاہ و اس فوراً انھیں۔

”نہیں خیال کریں گے۔“ وہ جواب دے رہا گے بڑی تھی ”لیں کم آن۔“ انداز خال ہونے والے شخص کو دیکھ کر تھی اس نے ہاتھ کپڑلیا۔

آغا میا نے سلے اسے اور پھر اسے ہاتھ کو دیکھا اس کی وہ چونک کر اٹھ کر اٹھا تھا اور اس کی جانب بھی صورت حال نظرؤں کا مفہوم تھجھتے ہوئے اس نے فوراً ہاتھ چھوڑ دیا۔

”بالکل ہوتی ہے اور آگر آپ جیسول کا برتاؤ کسی کے نوکے نہیں کروں گا مگر کب آرہے ہو؟“ اس نے ساتھ بدل جائے تولا زمی کوئی سبب ہتا ہے۔

”میرے جیسول سے کیا مراد ہے تمہاری .....؟“

”اُمکھر، خشک مذاق، تنفس ہر وقت سنجیدگی کا دوسرا پڑا رہتا۔ کسی کوبات کرنے کے قابل نہ سمجھنا وغیرہ وغیرہ۔“ بنا جیسکے اس کے بارے میں اپنی تمام تر سوچ کو ظاہر کر دیا تھا۔

”جتنیں میرے ساتھ جانے میں کیا پابندی ہے۔“ اس کے لفظ تھیں اور پھر بچہ کی دلستاہ مہک نے آغا میا کو دہ خاصا متاثر ہوا۔

”بہت اچھا سوچتی ہیں آپ میرے بارے میں۔“

”ایکسوچیزی آپ مجھے اسی سے مخاطب ہیں نہ۔“ اپنے اور گرد سے کیمپنی کی دلستاہ مہک نے آغا میا کو دہ خاصا متاثر ہوا۔

”یہ میری سوچ نہیں، آپ کا کردار ہے مسٹر زادیار بیک۔“

”جگہ اس کے خدوخال کو جانچا تھا۔“

”کہاں تھیں یہاں کوئی اور دکھائی دے ساہے کیا؟“

”ساتھ فریجک ہوتا۔“

”کیوں جب ارقام کے ساتھ اتنی قریب ہو سکتی ہوتی ہے۔“

”کیوں کیوں کیوں.....؟“ اس نے بھنوپ اچکائی۔

”کیونکہ ابھی تک آپ کا ایسا روایہ نظرؤں سے گزارنیں نہیں تھا اس لیے۔“ انداز طبعی تھا۔ وہ دانستہ نظر انداز کر گیا۔

”ایکسوچیزی مسٹر، ان میں اور آپ میں بہت فرق ہے۔ ان کا اور میرا راستہ بہت الگ ہے وہ میرے سلاسل نظر انداز کر گیا۔

”حالات اور واقعات بہت کچھ بدل دیتے ہیں مسٹر میرے بھائی ہیں جبکہ آپ .....!“

”میں اس کا دوست ہوں۔ اچبی قطبی نہیں، میری آغا میا الحمد یکوئی انہوں بات تو نہیں۔“

”شاید آپ کے لیے نہیں لیکن میرے لیے ہے۔“ اس پر تم کوئی شک نہیں کر سکتی اگر ہے وہ آگے بڑھنے لگی یہ جانے بغیر کہ وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ انکو اڑی کر سکتی ہو۔“

”کیوں.....؟“ وہ چونکی اور اس کی خوش نہیں پہنچی بھی چل رہا ہے۔

”تمہاری والدہ کی طبیعت اب کیسی ہیں؟“ اس کی آئی تھی۔

”کیونکہ تھیں مجھ پر شک ہے بقول تمہارے آواز پر وہ جو نک کر رہی۔“

”حیرت ہو رہی ہے، بیلے نے تکلفی اپر سے دلستاہ میں آپ پر شک نہیں کر رہی۔ آپ کے یوں لجھا اور اس میری والدہ کی حیرت نہیں دریافت کی جا رہی۔ اچاک سے چیخ ہو جانے والے روپے پر جمان ہوں گے۔“

”کیونکہ یہ بہت حیران کرنے ہے مجھے یقین نہیں آ رہا کہ آپ ہے پوچھ سکتی ہوں کیا وجہے؟“ انداز استہزا تھا۔

”رویے بد لے جانے کی کوئی خاص وجہ ہوئی ہے مجھ سے اتنے آرام سے اور اتنے بے تکلف ہو کر بات کردے ہیں۔ ہنا کسی تصرف کے باطنی تھے جملے کے پھر میرا کیا۔“ وہ دانستہ چونکا۔

# پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

## یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

### ہم خاص کیوں ہیں:-

- ❖ ہائی کوالٹی پیڈی ایف فائلز
- ❖ ہر ای بک کا ڈائریکٹ اور رٹیو میبل لنک
- ❖ ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر یو یو
- ❖ ہر پوسٹ کے ساتھ
- ❖ پہلے سے موجود مواد کی چینکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ❖ مشہور مصنفین کی کتب کی مکمل ریٹنچ
- ❖ ہر کتاب کا الگ سیشن
- ❖ ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- ❖ سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں
- ❖ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
- ❖ سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریڈ کوالٹی
- ❖ عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابن صفی کی مکمل ریٹنچ
- ❖ ایڈ فری لنکس، لنکس کو میے کمانے کے لئے شرک نہیں کیا جاتا

We Are Anti Waiting WebSite

واحد و یہ سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

⬅ ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

➡ ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک لکھ سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر متعارف کرائیں

# WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan



Like us on  
Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

”آہا ہاٹھے نہیں دوں گی منہ ڈور کو، اب تو میں

۰۰۰.....  
”اب آپ کی طبیعت کسی ہے آئی۔“ تازہ پولوں کا تمہارے روکنے سے بھی نہیں رکنے والی۔ آئی آپ کے ان کی جانب بڑھاتے ہوئے استفسار کیا تھا۔ چند ڈچارج کب ہونے والی ہیں؟“ اسے گود کر دیکھتے ہوئے ہائے دہس کے چہرے کو خود بھتی رہیں اور مجھے حیرے استفسار کیا۔

”شایدِ کل شام کو۔“

”اوکے آپ مجھے اپنا ایڈیس وے دیجیے گا۔ میں ہر روز آپ سے ملنے آؤں کی صرف آپ کو اور گئی کوئی نہیں۔“

”یہ طبعیہ ہے اسی میری فرشند اور کلاں فیلو۔“ آغا میاں اس پر ناراضی بھری لگاہ ڈالتے ہوئے گہا۔ وہ ایک دمغرا جو ہمارا پاران دنوں کے چہرے دیکھ دی تھی شاید کچھ تلاش کیں۔

”ایڈیس۔۔۔!“

”اچھا تو یہ طبعیہ ہے ماشاء اللہ بہت بیماری پنچھا آپ کا ایڈر لس چاہیے میں اپر وقت تمہارا ذکر کرنی ہے، مجھے تو گلتا ہے تم سے زیادہ ہر روز آپ سے ملنے چاہتی ہوں، آپ مجھے بہت بہر ہی جسی میں ٹھیک جانتی ہوں۔“

”ارے نہیں اسی۔ ابھی تو آپ نے کچھ جانا ہی کی گود میں کھلی ہوں مگر حسرت ہے اگر وہ ہوتیں تو شاید نہیں ہے۔“

”کیا مطلب۔۔۔؟“ شہزاد خاتون کے ساتھ ”تم نے بھی اپنی مماکوں میں دیکھا تھی۔“ آغا میاں ساتھ طبعیہ نے بھی چونک کراس کی جانب دیکھا تھا وہ دانستہ ذکر حیرت۔

”ہمیں میں نے بھی انہیں نہیں دیکھا۔ وہ میری گڑ بڑا تھی۔“

”میرا مطلب ہے ابھی آپ پہلی بار اس سے ملی ہیں، پیدائش کے وقت عروقات بیانی تھیں۔“ اس کی بات پر آغا میاں کے دل کو جیسے کی نے ٹھیک میں دیکھا تھا وہ بختیل مبتدا کیا تھی۔

”بھی ان کی کوئی تصویر بھی نہیں لکھی؟“ ”نہیں بھی نہیں۔“

”پس کیسے ممکن ہے طبعیہ کوئی نہ کوئی فوٹو تو ضرور ہوگی بلکہ ہوئی جائے۔“ وہ کریدہ تھی جان بوجہ کر جبکہ طبعیہ سوچ میں پڑ گئی۔

”پاریہ تو مجھے بھی خیال ہی نہیں آیا کوئی نہ کوئی فوٹو تو ضرور ہوگی مہاکی اگر نہیں ہے تو کوئی نہیں ہے، یہ میں نے کرپے ہاتھ رکھ کی قدر خلی سے گویا ہوئی تو وہ دنوں خاصی پھتوظ ہوئی تھیں۔“

”اب تو مواردیاں، اب خوش رہو رہنے کیجی مٹے نہیں بارے میں۔“ ”تم نے بھی اپنے پاپا سے نہیں پوچھا ماما کے دوں گی۔“

والے نے لمحے کے ہزار دس ہے میں پہچان لیا تھا جبکہ تورع حسن بخاری پہچان کے مرحلے سے گزر رہا تھا۔ ”ہیلو مسٹر تورع حسن بخاری۔“ بالکل پر فیصل انداز میں ہاتھا گے بڑھا رہا تھا۔

”ہائے یااؤ آریو مسٹر ملک۔“ ”فائزِ حسن۔“

”آئی حسنک ہم اپلے کہیں مل چکے ہیں، لیکن مجھے یاد نہیں آ رہا ہوا۔“ پر سوچ انداز میں گویا ہوا۔

”بھی بالکل کیوں نہیں۔“ ”میں آ جاؤ اخ۔“ بھی دروازے پر ناک ہوا تورع نے دروازے کی سمت دیکھا تھا بیش کی طرح دروازے سے سرٹکالے اندر آنے کی اجازت مانگ رہی تھی دھیرے سے مکراتے ہوئے سر کو خم دیتے ہیں راست۔“

”او۔۔۔ لیں بالکل آپ میری سڑک کے یونہو شی فیلو ہوئے اندر آنے کا اشارہ کیا۔“

”نیو نورشی فیلو تھا مگر اب نہیں ہوں۔“ وہ بمشکل ارقام کی اس کی جانب پشت تھی بگر پھر بھی دعا نے والی کوفور اپہچان گیا تھا اس لیے اس نے دانتہ پلٹ کر نہیں دیکھا تھا۔

”کیوں بھی ابھی کیش کلیٹ ہوئی کیا؟“ ”وہ تو آل رینڈی کلیٹ تھی بس یونہی دل چاہا دیوارہ پونہو شی کے طفول کا نجواۓ کیا جائے تو بس۔۔۔“

”اوایم سووری اخ ہوہا اکچھے نہیں۔۔۔!“ ”اٹس اوکے، ہر بات میں وضاحت ضروری نہیں جوان کر کے۔“

”تھی ہاں، بھکی گھوں ہنا تھا بس بھی زندگی ہے مگر اب گلتا ہے زندگی میں صرف سہانے پلی ٹیکیں اور بھی دنوں نے ہی سرعت سے ایک دلارے کو دیکھا تھا طبعیہ بہت کچھ ہے، جسے فیس کرنا ہی عمل مندی ہے جسے جتنی کو خوش گواری حیرت ہوئی تھی۔“

”جلدی قبول کر لیا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔“ وہ جانے کس رو جبکہ ارقام کو جھٹکا سا لگا تھا یہ جان کر کہ اس نے طبعیہ میں تعاب ہے بھی نتھکو تھی جو تورع بھجنے میا تھا۔

”کیا مطلب بات کچھ کھٹھیں نہیں آتی؟“ ”مطلوب یہ سر زندگی صرف انجائے منت کا نام نہیں تھا جس سے وہ نظریں چارہ رہا ہے۔ جس کے سوالوں کو

وانتہ نظر انداز کر رہا ہے جس سے بات کرنے سے گریز کر رہا تھا اسی کے ساتھ کام کرتا ہے اسے از حدشا وار معلوم ہوا تھا مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ یہ اس کی چھائی تھی اس پر پیٹ نہیں بھرا کرتے اس لیے واپس اپنی فیلڈ میں چلا آیا ویری کھل۔“

”ہوں خاۓ پر یکٹیکل انسان ہیں آپ۔“

"اس کا مطلب ہے آغا مینا نے اس روز غلط ایڈریس پر جان بوجھ کر گاڑی رکوانی تھی تاکہ میں یہ نہ جان سکوں کہ ساتھ فضا کی جانب دیکھا تھا۔ فضا تیزی سے آگے بڑھی اور عوازہ کھول کر اندر بیٹھنی اس کے بیٹھنے ہی تو رع گاڑی میں.....؟" ول ہی ول میں خود سے سوال کرتے ہوئے بڑھا لے گیا۔ ذرہ کی نظر وہ نے بہت دوستک گاڑی کا پیچھا کیا تھا جبکہ ادیار کی نظر وہ ذرہ کو جانچا تھا۔

"سیا آپ تاکتی ہیں کہہ کہاں رہتی ہیں۔ مطلب ان کا کوئی ایڈریس۔"

"جی نہیں میں نہیں جانتی، ایک سویں۔" اس نے فوراً نہیں میں سر بلایا۔ وہ اپنی میں نہیں جانتی تھی یا پھر جان بوجھ کر اسے بتا نہیں چاہتی تھی وہ اندازہ نہیں لگا سکتا تھا اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے وہ دہل سے لوٹا ہے۔ اور آج بڑے دنوں بعد اسے آغا مینا دکھائی دے گئی تھی وہ لپک کر اس کی جانب آیا تھا اور چھوٹتے ہی گویا ہوا۔

"تم آج کل یونیورسٹی نہیں آ رہی؟" "میرے یونیورسٹی نہیں نہیں۔" اس کے پاس اس کا کوئی کوئی تمبر بھی نہیں تھا رقام کے پاس یقیناً ہوتا مگر ان دنوں وہ خوفناک پروجیکٹ میں بڑی تباہت سوچنے کے بعد وہ اس کے گمراہ ہوا۔

"کیوں آپ کوئی پابند ہے؟" اب کہہ چوکی۔ "میرا خیال ہے تم اتنی بخوبی تو ہو کہ اس قسم کے سوال وہ بھی میرے جیسے انسان کے منہ سے سن کر خوش شلی کی خاتون بنا ہوئی تھی اس کے سلام کا جواب دے کر شاشی سے پوچھا۔

"جی نہیں میرا خیال ذرا مختلف ہے۔ میں مجبور ضرور ہوں لیکن اتنی عقل مند نہیں ہوں کہ اپنے سوال کے دعایاں کیا۔

"آغا مینا سے.....!" لڑکی نے کسی قدر حیرت جواب خود بخوند جان لوں۔" انداز استہزا تیہ تھا۔ زادیار سے دیکھا۔

"جی آغا مینا سے تیا یا اس کا گھر ہے نہ۔" اس نے دانستہ نظر انداز کیا۔

"اس پربات کر لیں گے اتنی جلدی نہیں ہے۔ دیے تم بھی سے۔" آپ کوشید کوئی غلط بھی ہوئی بھی نہیں۔" فربات پلتے ہوئے بغور اس کی جانب میری دوست ہے۔ وہ یہاں رہتی نہیں ہے آپ کوشید کسی دیکھا۔ وہ چوکی۔

"میرا خیال ہے زادیار بری طرح چونکا تھا از حد حیرت ہوئی تھی۔"

"آگے جا کر رک گئی تھی گاڑی میں موجود دنوں افراد تیزی سے گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ فضا نے سرعت سے سراغیا اور تورع کو دیکھا تھا اس کی پیشانی کی ایک سائیڈ پر بکھی تھی تو مجھ تھا میما کا خیال آیا۔ ان کی کمی محسوس ہوئی آج میرا دل چالا کاش میری بھی ممایا ہوتی۔" اس کے انہاز میں

حرث تھی آنکھوں میں نمی دہائی تھی لجوہ لڑکہ اسے گیا تھا آغا مینا نے بہت بے چین ہو کر شہزاد خاتون کی جانب دیکھا تھا وہ بھی اسی جانب دیکھ رہی تھی اسی جانب پر میری ایڈریس پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ خواتین میں اسے اس کیوں کر رہی ہے۔ بار بار کیوں کر رہی ہے۔

"آپ لیالی راستہ میں تھے۔" اس کے قدر تیزی سے چوتھے پر تورع نے کسی قدر چوک کر دیکھا چہرے پر پیشانی لیے زادیار کھڑا تھا ادیار سے ہوتی ہوئی نظر قرق جوہر لیے ذرہ پر آن رکی تھی چند ثانیے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے سرعت سے نظر میانی تھی۔

"آپ تھیک ہو تھا؟" نظری روڑ پر مرکز کے جواب دیا۔

"میں تھیک ہوں سر۔" اس نے آہنگی سے جواب دیا۔

"میں کبھی خیال نہیں آیا۔ اخ اور پامانے میرا تنا خیال رکھا۔ قدم قدم پر میری دیکھ بھال کی بھی بھی تمل نہیں ہونے دیا کہ مماثل ہیں آج جب میں آنے سے طی تو مجھ تھا میما کا خیال آیا۔ ان کی کمی محسوس ہوئی آج میرا دل چالا کاش میری بھی ممایا ہوتی۔" اس کے انہاز میں

آگے جا کر رک گئی تھی گاڑی میں موجود دنوں افراد تیزی سے گاڑی سے باہر نکلے تھے۔ فضا نے سرعت سے سراغیا اور تورع کو دیکھا تھا اس کی پیشانی کی ایک سائیڈ پر بکھی تھی تو مجھ تھا میما کا خیال آیا۔ ان کی کمی محسوس ہوئی آج میرا دل چالا کاش میری بھی ممایا ہوتی۔" اس کے انہاز میں

آغا مینا نے بہت بے چین ہو کر شہزاد خاتون کی جانب دیکھا تھا وہ بھی اسی جانب دیکھ رہی تھی اسی جانب پر میری ایڈریس پر حیرت ہو رہی تھی کہ وہ خواتین میں اسے اس کیوں کر رہی ہے۔ بار بار کیوں کر رہی ہے۔

"تورع بھائی۔" ذرہ اور زادیار ان کے قرب بیٹھ چکے تھے تورع کو دیکھ کر وہ دنوں ہری طرح جو نکتے تھے زادیار کے پکارنے پر تورع نے کسی قدر چوک کر دیکھا چہرے پر پیشانی لیے زادیار کھڑا تھا ادیار سے ہوتی ہوئی نظر قرق جوہر لیے ذرہ پر آن رکی تھی چند ثانیے دیکھتے رہنے کے بعد اس نے سرعت سے نظر میانی تھی۔

"آپ تھیک ہو تھا؟" زادیار نے پوچھا۔ "میں تھیک ہوں سر۔" بنا کی جانب دیکھے پیشانی کو سہلاتے ہوئے کہا۔

"ڈوٹ وری تھا اسے قادر بالکل تھیک ہو جائیں گے بلکہ سانچا نہیں کا ایک تھا اور پھر تھا اسے سامنے ہی توڑا کثر نے کھا تھا کہ وہ اب تھیک ہیں۔"

"میں جانتی ہوں مرآپ کا بہت بہت شکریا۔" اپ نے میری تھی، میں ہی سامنے متوجہ نہیں تھا مجھے راستے پر نظر رکھنی چاہئے تھی نہ کہ کہا اور۔" وہ بھی بھی ان کی جانب دیکھنے سے گریز کر دیا تھا سامنے دیکھتے ہوئے کہا۔ ذرہ لب کا شے کلی تھی بے کسی سے آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔

"میں سر مجھے بھوک نہیں بے آپ پلینز... سامنے دیکھیے سر۔" بات کرتے کرتے وہ اچاک چلانی تھی۔

گاڑی کی اپیٹی نہیں ہی بہت زیادہ تھی اور نہ بہت کم لیکن وہ اتنی اچاک چلانی تھی کہ تورع حواس قائم نہیں رکھ پا تھا۔

"چلیں بھائی میں آپ کا سپتال لے چلا ہوں۔" اس اور کوڑن کرتے ہوئے اس نے اشیز گنگ گھمایا اور

بریکس پر پاؤں رکھنے سے پہلے ہی اس کی گاڑی فٹ پا تھ کیوں ہے اگر ضرورت ہوئی تو میں خود چلا جاؤں گا،" میں س

چلیں فضا۔" اسے جواب دے کر تورع نے ذرہ کے اور فضا کا سر ایک ساتھ ڈیش بورڈ سے گکر لایا تھا۔ جس گاڑی کو پچانے کے لیے اس نے اپنی گاڑی کوڑن کیا تھا وہ بھی ذرہ پر

WWW.PAKSOCIETY.COM

حباب ..... 268 ..... صفحہ ۲۰۱۶ء

WWW.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY  
FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1

PAKSOCIETY

اور نہ کوئی فون کال دے۔ مگر جانتا تھا چاہے کچھ بھی ہو جائے ظلیلہ رکنے والی نہیں وہ اسے ادائیہ ضرور کر رہا تھا مگر چاہتے ہوئے بھی ہرث نہیں کر سکا تھا اس نے بھی اس کے متعلق سختی سے کسی کو کوئی پدایت نہیں دی تھی۔ لہی وہ تھی کہ وہ اس کی سردیمہری کو مصروفیت کا نام دے رہی تھی۔ وہ اس وقت بڑی طرح اپنے کام میں مصروف تھا تبھی انتر کام نج اٹھا اس نے ایک پل کو سراخنا کر دیکھا دوسرا سی پل ریسیدور اٹھا لیا۔

”میں نے منع کیا تھا نا عالیہ مجھے کوئی ڈسٹرینچن نہیں چاہیے اس وقت میں بہت بڑی ہوں کوئی ملاقات نہیں کوئی کال نہیں پھر بھی آپ.....!“

”میں جانتی ہوں سر لین ایک لڑکی بہت دیر سا آپ کا انفار کر رہی ہے، میں نے بہت کہا تھا کہ آپ کسی سے بھی نہیں ملتا چاہئے مگر پہنچنے کا خلط ہوا ہے آپ کے آپ بتائیے میں کیا کروں۔“ مکراہت لیوں میں دباتے ہوئے شریر سے انداز میں کہا۔ گواہ اور بدلنے کی خاصی کوشش کی گئی بھی مگر پھر بھی وہ پیچان گیا تھا وہ تو اس کی موجودگی جان لیتا تھا تو یہ تو پھر آواز بدلنے کی ناکامی کوششی۔

”مجھے کوئی خلط فہمی نہیں ہوئی ارقام میں کوئی جھوٹا بھی.....!“

”شکا۔“ اس نے نظر سے چھا کیں۔

”آپ کو کیا لگتا ہے ارقام۔ مجھے کچھ بھی نہیں آتا میں محسوں نہیں کر سکتی جیسا کہ آپ مجھے ادائیگی کر رہے ہیں۔ مجھ سے بات کرنے سے گریز ایں آپ ہربات کو جھٹکار ہے ہیں مگر میں جانتی ہوں میں جو محسوں کر رہی ہوں وہ قلط نہیں ہے کہیں نہ نہیں کچھ بھی خلط ہوا ہے آپ کے اس بد لے ہوئے روئیے کے پیچے کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہے جو میں جانتا چاہتی ہوں۔“

”میں نے کہا ناظمیہ ایسا کچھ نہیں ہے تمہیں خلط نہیں.....!“

”مجھے کوئی خلط فہمی نہیں ہوئی ارقام میں کوئی جھوٹا بھی.....!“

”اوکے..... انہیں بھیج دیجیے“ بنا خاہر کیے کہ وہ اسے پہچان گیا ہے سنجیدگی سے گویا ہوا اور نیسیور دکھدیاں لعسری جانب ٹھیکنہ نیسیور کے کر گھوڑ کر دیتے گئی۔ ارقام و انس فائل پر جھک گیا تھی دعاڑے پر ناک ہوا۔

”میں کم آن۔“ سر جھکا ہوا تھا۔ وہ دبے قد مول اندر آئی اور چند لمحے چیز کی بیک کو پکڑے کھڑی رہی اسے معروف سے انداز میں سر جھٹائے دھمتی رہی۔ بہت دری تک جب وہ کچھ نہ بولی تو مجبوراً ارقام کو سراٹھا کر اس کی ارقام .....!  
”میں نے کہاں ٹھیکنہ ایسا کچھ .....!  
”

جانب دیکھنا پڑا۔  
”او..... ظعینہ، آپ ہیں۔“ اس کی جانب دیکھتے میں آپ سے کچھ نہیں بولا چاہتے میں تباہیں، اب ہوئے انجام بننے ہوئے حیرت کا اظہار کیا۔  
”میں ہی ہوں آپ کو فرست مل لئی مجھے دیکھنے کی۔“ اس کا ارادہ ہرگز طغیر کرنے کا نہیں تھا مگر ہاچاہتے جبکہ ار قام اینے ہاتھ پر کہہ مار کر رہ گیا اینے بال مشی

”ایسا گلت تھا کہ میں جانتا ہوں مگر اس روز میں ہے۔“ تپ کر کہا۔ ”آپ چاہتے کیا ہیں؟“ خود کو نشروں کیا تمہارے گھر گیا تو مجھے علم ہوا کہ تم وہاں نہیں رہتیں بلکہ اور دلوں کی انداز میں پوچھا۔ کہیں اور ہاتھی ہو اور بھی میں جاننا چاہتا ہوں۔“ ” بتایا تو ہے تمہارے دل تک رسائی چاہتا ہوں۔“ ”کور آپ کو گلتا ہے کہ میں آپ کو بتاؤں گی۔“ وہ دوسری جانب سکون ہی سکون تھا آواز سرگوشی میں ڈھلنی تھی۔ استہزا سیئے مسکرائی۔ ”حرج تو کوئی نہیں۔“ ” بتانے کا کوئی جواز بھی نہیں ہے مشرزادیار بیگ۔“ سطحی سوچ سے خوب والائف ہوں آپ کو کیا لگتا ہے آپ مجھے تپ کرنے کی نوش کریں گے اور میں ہو جاؤں گی۔ دو مددوں جواب دیا۔

”مت ہتا، وہ عورت نے والے تو خدا کو بھی دعویٰ لیتے ہیں تمہیں یا تمہارے گھر تک پہنچنا کون سامشکل ہے؟“ اس نے چند ثانیے اس کی آنکھوں میں دیکھا تھا وہ بھی اس کی جانب متوجہ تھا وہ نظر میں چمائی تھی جانے کیوں اور ایسا پہلی بار دیکھا۔

اس کی آنکھوں میں ان کے جذبے تحریر تھے جیسا کہ تھا زاد دیوار نے اپک مل کا لے لب پہنچا تھا جو سوت پیدا نہیں جانتے تھی مگر جانتا جا ہتھی تھی بہت سارے ”ابھی یقین تھیں مجھی تو گروگی نامیں انتظار کروں گا۔“

سوال اس کے اندر سر ابھارے لئے ہے وہ اتنا چاہتے  
ہیں کہ میرے خواجہ سر دو خلک جذبات رکھنے والا  
ہے اسی خوش فہمی میں رہیے گا۔  
انسان یکخت مہریاں سا کیوں ہو گیا ہے اسی بدلتے ہوئے  
روپے میں کیسا راز پوشیدہ ہے وہ جانتا چاہتی ہی۔

“آؤ گھیں ڈرپ کروں۔” سی قدر انجان بنتے ہوئے آفرکی۔  
کوشش کریں میں نے بھی کسی پرانچمارکیں کیا۔ جو  
بھی کرتا ہوا اخیل بوتے برکرتی ہوں۔ سو پہنچے

یوں ہر تین دسائی خالی سماں پاپے ہیں۔  
”میں فی الحال تمہارے علیٰ تک رسائی چاہتا ہوں۔“  
اُنے کام سے کام رکھیے میری لائف میں اتر فیٹر کرنے  
کی کوشش مت کرئی۔ ”ایک ایک جملے پر زور دیتے  
ہوئے کہا اور ہنا اس کی جانب دیکھے وہاں سے چلی  
اوڑے ادپار بخشن دیکھا رہ گیا۔

”آپ جانتے تیں آپ نے بھی کیا کہا ہے؟“  
 خوت سے سرفصلکت ہوئے بھرپورنا گواری سے پوچھلے  
 ”سوچا ہے، سمجھا ہے، پھر کہا ہے اور جو کہا ہے بالکل  
 نویک کہا ہے اور جو تم نے سنائے وہ بھی بالکل نویک نہ  
 ہے۔“ گھری نظر سے دیکھا تھا۔  
 ”بھرپور نہیں ہوں جاتی ہوں آپ نے کیا ارشاد فرمایا  
 اس نے آں ریڈی کہہ دیا تھا کہ وہ کسی کو اندر نہ آنے والے



ملک کی مشہور معروف قلمکاروں کے سلسلے دارناول،  
ناول اور افسانوں سے آرات ایک مکمل جریدہ:  
گھر بھر کی دلچسپی صرف ایک ہی رسالے میں ہے  
جہاپ کی آسودگی کا باعث ہو سکتا ہے اور وہ ہے اور  
صرف آنچل آج ہی اپنی کاپی بک کرالیں۔  
لوٹا جو افراہا

امیدِ دل اور محبت پہ کامل تینیں رکھنے والوں کی  
ایک دل بیشتر خوشی بھانی سیرا شریف طور کی زبانی

شب بھر کی پہلی بارش  
محبت و بند باتی خوبیوں بسی ایک دلکش  
داستان نازدیک نوں نازدی کی دلخیری بھانی

موم کی محبت

پیار و محبت اور نازک بندیوں سے گندھی معروف  
مصنفوں اس وقت وفا کی ایک دلکش دل زبانیاں تحریر

AANCHALNOVEL.COM

پرنسپل صورت میں رہوں گریز 2/021-35620771

”کیونکہ بھی مجھے بہت کچھ جانا ہے ابھی تو صرف  
رشتوں تک رسائی حاصل ہوئی ابھی تو بہت کچھ جانا  
باقی ہے۔“

”لیکن آغا نہیں امی کو تادنا چاہیے وہ انہیں لمحوں  
کا تقابل نہیں تو ہیں اگر ہم...!“

”میں کچھ رہی ہوں بھائی آپ کیا کہنا چاہئے ہیں  
یعنی آپ خود بتائیں کیا ابھی امی کو یہ سب بتانا  
مناسب ہے جبکہ ہم ابھی کچھ بھی نہیں جانتے۔“ اس  
نے استفسار کیا۔

”ہاں شاید تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں اور جانا تو ابھی  
مجھے بھی بہت کچھ ہے۔“ وہ آنکھی سے بڑو بیلا۔ آغا میں  
نے چونکہ کرو یکھا تھا۔

”کیا مطلب؟“

”کچھ نہیں۔“ آنکھی سے کہہ کر کچھ سوچنے لگا تھا۔

○.....○

”ظعینہ نہیں آئی میوہ بہت دن ہو گئے اپنال میں  
عی ملاقات ہوئی تھی اس سے اس کے بعد ملنے نہیں  
آئی۔“ وہ انہیں واک کی غرض سے قریبی پارک میں لے  
آئی تھی کچھ دیر یونہی ادھر ادھر کی باتیں گرتے ہوئے  
اچاک انہوں نے پوچھا تو آغا میں نے چند پل بغور اسی  
کی جانب دیکھا تھا۔

”آپ کو ظعینہ کیسی تھی امی؟“ کسی خیال کے  
تحت پوچھا۔

”بہت اچھی، بہت پیاری بیگی ہے اس سے مل کر ایسا  
گھی میں ہیش سے اسے جانتی ہوں، بہت اپنی اپنی اسی  
گی مجھے بہت منوس ہے۔ جیسے اپنے تھی وجود کا کوئی حصہ  
ہو اس سے بار بار ملنے کو دل چاہتا ہے لیکن وہ دوبارہ پھر  
آئی نہیں، جانے کیوں؟“

”کیونکہ وہ نہیں جانتی کہ میں یہاں رہتی ہوں۔“  
انہیں کندھوں سے تمام کر شکھاتے ہوئے کہا۔

”تم نے اسے ایڈر لیں نہیں دیا تھا اس روز؟“ وہ حیران  
ہوئی تھیں۔

○.....○

بیک کا بیٹا ہے۔ ”چھین نہیں پہاڑا کیا؟“ ار قام نے اس کا

”واٹ تمہیں جا بمل گئی ہے، کب، کہاں کیسے؟“ مذاق اڑا یا۔  
”نہیں میں نہیں جانتی تھی۔“ وہ اپنے خیال سے بری  
طریقہ چل گئی۔

”تم کچھ کہہ رہی تھیں کیسی حقیقت آشکار ہوئی ہے تم  
ہیں مجھے جا ب کرتے ہوئے آپ پر ہی آج کل بے خبری  
کا درود پڑا ہوا ہے دور نہ کیسی حقیقت آشکار ہوئی ہے آپ کو  
چھوڑ دیا تھا۔

”بیا وہ میں آپ کو کچھ بتانا چاہتی ہوں۔ یہ بات  
کیا مطلب۔ ایک سینڈ تم پہلے مجھے پہنچا تھیں ابھی میں نے امی کو میں نہیں تھا۔“

”کیا؟“ اس کے پیوں رازداری سے کہنے پڑو چلنا۔  
”بولو ہاں آغا کیا بات ہے۔“ اس کی خاموشی پر اس

استفسار کیا جیسے سے جا ب دینے والے پر فصہ ہو۔  
”میرے ایک ذی صاحب نے اور کون دے گا۔“ اس نے دوبارہ پوچھا۔

”ارقام بھائی، ظعینہ... ظعینہ، حسن احمد بخاری کی  
نے بے پرواہی سے کندھے چاکائے۔“

”زیادہ اسہارت بننے کی کوشش مت کرو۔ نام پوچھ دہا بیٹی ہے۔“

”ہوں۔“ اسے گھوڑتے ہوئے ٹھنڈکیا۔ وہ جیپ کی تھی۔  
”ظعینہ حسن احمد بخاری کی بیٹی ہے۔“

”ہاشم بیگ نے۔“ ار قام کو پانی پیتے ہوئے اچھوسا  
”تھی بیا۔“ اس نے فوراً سر ہلایا۔

”اس کا مطلب ہے تو روح حسن بخاری ظعینہ کا بھائی  
اور حسن احمد بخاری کا بیٹا ہے اور ہاشم بیگ ان کے  
ماموں۔“ اس کا تھری جملے پہاڑا نامیں جسکے ساتھ کھڑی  
ہوئی تھی۔

”جانتی ہو ہاشم بیگ کون ہیں۔“

”کیا مطلب ہے کون ہیں ہیں بھی میرے ایک ذی  
صاحب ہیں، اچھے خاصے انسان ہیں خاصی سخت گیر  
پر سناٹی ہیں اور...!“

”اوہ..... اسی لیے وہ مجھے سے میرے متعلق نہیں  
بلکہ امی کے متعلق جانتا چاہتے تھے۔ انہیں مجھ میں امی  
کی جھلک نظر آ رہی تھی۔“ وہ دل ہی دل میں خود سے  
مخاطب ہوئی۔

”جی ہاں زادیار بیگ کے قادر ہاشم بیگ۔“ وہ چند  
ٹیکے بالکل چب کی ہوئی تھی ان دونوں کے نام کے ساتھ  
بیک لگاتا تھا اگرچہ کوئی انہوں بات نہیں تھی کہ وہ اس پر سوچتی  
اے بھی خیال نہ گز راتھا کردیا بیگ اچھے ٹلی میں ہاشم

”تم نے امی کو تایا یہ سب؟“ ار قام نے استفسار کیا۔  
”نہیں۔“  
”لیکن کیوں؟“

○.....○

جواب ..... 272 ..... مئی ۲۰۱۶

WWW.PAKSOCIETY.COM

RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY  
FOR PAKISTAN

PAKSOCIETY1

PAKSOCIETY

کرتے ہوئے آنے والے نے استفسار کیا۔

”ہاں میں بالکل تھیک ہوں۔“ وہ مشکل بول پایا تھا۔  
کچھ بات کرنی تھی، اس لیے اتنی قبضج اس کے گمراہی  
آئی اور..... ایک سینئر تم بہاں رہتی ہو؟“ کچھ کہتے کہتے وہ  
بٹی کیسے ہوئی ہے جبکہ یہ ممکن ہے۔ ان کی کوئی اور  
اچانک چکلی اور کسی قدر تھرست سے استفسار کیا۔ ایک پل کو  
یکفت جھٹکا سالاگ تھا وہ ایک دم الجھ سا گیا تھا اور بے پناہ  
آنے والی اگر بڑائی تھی تو میرے ہی پل کو گیا ہوئی۔

”ہاں ہم تینی رہتے ہیں ارقام بھائی کی ایسی میں۔“

اس نے کچھ سوچتے ہوئے بلا خردا یا تھا۔

”واٹ تم بہاں ارقام کی ایسی میں تم نے مجھے پہلے  
لیے، خوب رتو اسحت مند جوان کو دیکھ کر بری طرح چھلی  
کیوں نہیں بتایا۔ اس بند بھی میں آئی تھی لیکن تم نے مجھے  
بتایا ہی نہیں کہ تم بہاں رہتی ہو اور ارقام ان سے بھی میں  
نے دو تین بار تمہارا ایڈریس مانگا گرفہ ہر بار تال جاتے  
تھے۔ لیکن کیوں.....؟“ آخری جملہ اس نے دل میں دل  
میں ادا کیا تھا اسے ارقام پر حیرت ہوئی تھی اس نے اسے  
آنے والی ایڈریس بتانے سے گریز کیا تھا۔ جبکہ  
آنے والی ایڈریس بتانے کیا تھا۔

آنے والی ایڈریس بتانے کیا تھی۔

”اس بند بس خیال ہی نہیں رہا اور اس سے سلسلہ تم نے  
بھی مجھے پوچھا ہی نہیں اور مجھے بھی بھی خیال نہیں آیا  
خیر چھوڑو چلو گھر چلتے ہیں وہیں پر بات کریں مگر اس میں  
ای۔“ دافعت بات گوبلے ہوئے اس نے کہا اور شہزاد  
بیکم کو لے دیجئے سے قدم آگے بڑھا دیے۔ جبکہ ظعینہ  
اپنی ہی سوچوں میں الجھائی تھی۔ آنے والے چونکہ کراس کی  
جانب دیکھا تھا۔

”آؤ ظعینہ رک کیوں گئی؟“ آنے والے اپنی چانچی تھی وہ  
یوں ایک دم خاموش تھی ہو کر رک کیوں گئی ہے۔ بھی اسے  
متوجہ کیا تھا وہ چکلی تھی۔

”ہاں، میں آرہی ہوں۔“ اپنی سوچوں کو ذہن سے  
جھکلتے ہوئے وہ بھی تیزی سے ان کے پیچے چل آئی تھی۔  
(جاری ہے)

”آپ تھیک تو نہیں ہاں اخ؟“

”ہاں میں بالکل تھیک ہوں۔“ وہ مشکل بول پایا تھا۔

”یمنی دوست ہے آنے والے اور یہاں کی ای۔“

”ای کیسے ہوئے ہے ممکن ہے۔ ان کی کوئی اور  
یکفت جھٹکا سالاگ تھا وہ ایک دم الجھ سا گیا تھا اور بے پناہ  
آنے والی اگر بڑائی تو میرے ہی پل کو گیا ہوئی۔

حیرت سے دل میں دل میں گویا ہوا تھا۔

اس نے کچھ سوچتے ہوئے بلا خردا یا تھا۔

جبکہ دوسری جانب شہزاد بھکر پہنچنے سامنے کھڑے  
لیے، خوب رتو اسحت مند جوان کو دیکھ کر بری طرح چھلی  
تھیں ان کا دل ایک دم الجھ کا تھا وہ خاموشی سے اس کی  
جانب دیکھ رہی تھیں وہ تینوں ہی اپنی اپنی جگہ خاموشی  
سے اپنی ہی سوچوں سے الجھ رہے تھے تینوں کے  
جنہیات لفڑیا ایک چیز تھے کسی کو بھی ایک دوسرے کے  
تاثرات نے جوان نہیں کیا تھا۔ کیونکہ تینوں ہی اپنے  
اپنے خیالوں میں تھے۔

مگر ظعینہ ضرور حیران ہوئی تھی وہ ضرور چکلی تھی وہ

کتنے ہی پل حیران ہی باری باری ان کو دیکھ رہی تھی اس  
سے پہلے کہ وہ کوئی بات کرنی یا اپنی متوجہ کرنی تو رعیت  
کی سے بات کیے اچانک واپس مڑا اور تیزی سے  
گاڑی میں بیٹھ کر آنا قتا وہاں سے چلا گیا تھا۔ وہ دونوں  
اسے جاتے ہوئے دیکھتی رہ گئی تھیں جبکہ ظعینہ تو رعیت  
کے یوں بنا بات کیے ان سے حال احوال پوچھے جانے  
پر شرمende ہی ہوئی تھی۔

”ایم سوری آئی، پہنچیں اچانک اخ کو کیا ہوا ہے  
ہا۔ آپ سے بات کیے چلے گئے ہیں۔ ایم رسٹی ویری  
سوری میں بہت شرمende ہوں ان کے روپے پر۔“

”کوئی بات نہیں بیٹھا ہیں میراں نہ کئا۔“ وہ خود بھی اپنی  
کیفیت سے انجان تھیں کچھ جھوں ہی نہ کر سکیں اس لیے  
ظعینہ کے مقدرت خوابانہ انداز پر دھیرے سے مکراتے  
ہوئے گویا ہوئی تھیں۔

”مختلس آئی آپ بہت اچھی ہیں۔“

”تم بہاں کیے ظعینہ۔“ اس کی شرمendگی کو زائل

”گاڑی کا دروازہ کھلا تھا جس بیشتر عجیب تھا میں  
نے کبھی کسی کو نہیں بتایا کہ میں یہاں رہتی ہوں۔“  
باہر نکلی تھی اور کس قدر حرکتی سے ان کی جانب بڑی تھی۔  
جبکہ رائیگی سیٹ پر برا جان تو رعیت بھاری ایک دم  
ساکت سا ہو گیا تھا اپنے سامنے کھڑی شخصیت کو دیکھ کر  
سے سوال کرتی ہیں حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ ہم یہاں  
کیوں آئے تھے سالوں بعد آپ دوبارہ وہاں آئیں  
ظعینہ کے ہار بار پہاڑنے پر بھی متوجہ ہوا تھا۔ مجہد اسے  
مجھے پہلی بار میرے ملک میں لے کر آئیں سب کچھ تجھ  
اس کے قریب آتا ہے۔

”اخ... اخ... پہنچ ہاہر آئیں ہاں۔“ میں آپ کو  
تالے دلوں کو دوبارہ سے جوڑتے آپ کے جانے کے بعد  
دوں میں جو غلط فہمیاں دیائی تھیں اُنہیں دوڑ کرنے آپ  
کے جانے کے بعد وہ بھی ہاں کی کوئی تھیں کچھ تھے سوچا  
ہو گا لوگوں نے آپ کے بارے میں آپ کے اپنے کیا کیا  
بارے میں اپنے مفروضوں میں پڑ کر جانے کیا کیا  
شجھے ہوں گے، رشتہوں میں پڑی ہوئی ہزاروں کو بھرنے  
ایسے میں اگر میں سب کچھ خاہر کر دیتی تو جانے کیے  
وہ بالکل میکاگی انداز میں دروازہ کھول کر ہاہر کلاتھا۔

”ہاں... کیا کہا تم نے۔“ وہ بھی طرح چھٹکا اور کسی  
قدرتی سے ظعینہ کو دیکھا تھا۔  
”بہر آئیں اخ۔“ میں آپ کو اپنی فریڈ سے ملوانی  
ہوں۔“ اس نے دوبارہ ہر لایا۔

”مگر کیا یہ ہے؟“ وہ جئیں۔  
”مگر ابھی مجھے ایک اور کام کرنا ہے مجھے کسی  
کھلائی ہوتا تو اس وقت اس کی آنکھوں میں حرمتی مل  
میں اہمان تھا سے ظعینہ کی طرح ہی پورے تھقاں سے  
بلانے کا گر بلائیں سکتی تھی۔ ظعینہ اسے ساتھ لیے ان  
دوں کی جانب چل آئی تھی۔

”اخ یا آنے والے، پہنچیں اچانک اخ کو کیا ہوا ہے  
کرایا گردہ اس کی جانب متوجہ ہیں تھا وہ صرف شہزاد بھکر کو  
چھوڑیں اس بات کو جلیں ایک اور راؤٹ لگاتے ہیں۔“  
ایک دم بات بدلتے ہوئے وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔  
”میں بیتاب اور نہیں چلا جائے گا۔ میں تھک گئی  
ہوں اب گھر رکھتے ہیں۔“

”اویک پل کو شرمende ہی ہو گئی۔ مگر آنے والے کو قطعاً ہم اُنہیں  
لگا تھا وہ اس وقت اس کی کیفیت کو اچھی طرح سمجھ دیتی تھی  
ہو گیا ہے مجھا فس بھی جانا ہے۔“ اُنہیں لیتا ہتا ہے  
چھتی ہوئی پارک سے باہر لائی تھی۔ بھی ایک گاڑی ان  
کے قریب آنے کی تھی۔ دوں کو چکر کر ہلا یا تھا۔

”ہاں کیا ہوا؟“  
”جواب...“ 274 ..... صفحہ ۲۰۱۶ء

